چنگیز خان کی تعریف بش کی زبان سے

کیا یہ تعریف مسلمانوں کے زخم پر نمک چھڑک رہی ہے؟

[امریکی صدر جارج ڈبلیو بش جب [۲۲/نومبر ۲۰۰۵ء کو تاریخ ساز چنگیز خان کے مولد و مدفن ملک منگولیا کے دورے پر پہنچے تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ خونریزی اور تباہی پھیلانے والے چنگیز خان کے وطن میں تاریخ کے ان دونوں کرداروں کے درمیان صرف چند صدیوں کا فاصلہ ہے۔ آج صدر بش چنگیز خان کی یاد دلاتے ہیں جس نے ایک دنیا کو مسمار کر ڈالا۔ لاکھوں انسانوں کو قتل کر ڈالا اور اس فتح کی یاد میں انسانوں کے سروں کے مینار تعمیر کیے۔ اسلامی دنیا اس کا پہلا شکار تھی۔

صدر بش سے پہلے ان کے سپہ سالار اور وزیر دفاع رمسفیلڈ پہنچ چکے ہیں۔ ان کے استقبال کا منظر دیکھ کر رپورٹروں نے لکھا کہ یوں لگتا تھا جیسے کسی فلم کے مناظر دیکھ رہے ہیں۔ منگول فوجی سروں پر آہنی خود پہنچے ہتھیار اٹھائے، تلواریں سونتے، رنگین جھنڈے اٹھائے قطار اندر قطار اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔ اب ایک مدت سے چونکہ انھوں نے کہیں یلغار نہیں کی اور اپنے آباؤ اجداد کی طرح رات دن گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر نہیں گزارے، اس لیے ان کی اندر کو مڑی ہوئی ٹانگیں اب سیدھی ہوگئی ہوں گی ورنہ ایک زمانہ تھا جب منگولوں کو مڑی ہوئی ٹانگوں والے وحشی کہا جاتا تھا کیونکہ نسل در نسل گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار ہو کر انھیں دوڑاتے ہوئے اور اپنے آپ کو قابو رکھنے کی کوشش میں ان کی ٹانگیں اندر کو مڑ گئی تھیں جن کو وہ گھوڑوں کی پیٹھ سے چپکا لیتے تھے۔

صدر بش کے استقبال کے لیے کئی رقاصائیں موجود تھیں۔ خوش نما لباسوں میں ملبوس آدھے چہرے چھپائے ہوئے اور سروں پر پرندوں کے رنگین پر لہرائے ہوئے انھوں نے رقص کیا۔ آس پاس گائیں، اونٹنیاں اور دوہری کوہان والے اونٹ پھر رہے تھے جو منگولیا کی خاص پہچان سمجھے جاتے ہیں۔ امریکی صدر کے ہمراہ ان کی بیگم لارا بش اور وزیر خارجہ کونڈا لیزا رائس بھی تھیں۔ جب وہ تقریب کے بعد ہال سے باہر آئے تو سخت سردی تھی۔ بش نے میزبانوں کے ہاتھوں مہمانداری کی روایت کے مطابق گھوڑی کا

دودھ پیا جس میں بیئر اور عام دودھ ملایا گیا تھا۔ پھر چائے کے دو گھونٹ لیے۔ پنیر کھایا لیکن انھوں نے اونٹنی کا دودھ پینے سے معذرت کر دی جو منگولوں کی پسندیدہ خوراک ہے۔ وزیر دفاع رمسفیلڈ جو پہلے سے موجود تھے وہ بھی ایک گھوڑے پر سوار استقبالیوں میں شامل تھے۔ چین کے پڑوسی ملک منگولیا میں اس اہتمام سے امریکی صدر کی آمد خاص معنی رکھتی ہے۔

اگرچہ آج کے منگول اپنے آباؤ اجداد کی طرح تندمزاج اور سفاک نہیں رہے لیکن وہ آج بھی اپنے جدِ اعلیٰ چنگیز خان پر فخر کرتے ہیں اور جھیل بیکال کے کنارے اس مقام کو جہاں چنگیز خان کا مدفن بتایا جاتا ہے نہایت عقیدت کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ گوبی کے وسیع و عریض صحرا میں شدید موسموں میں زندگی بسر کرنے والے منگول آج بھی ایک توانا قوم ہیں اور ہمالیہ سے اس پار کی دنیا میں بڑی جغرافیائی اہمیت رکھتے ہیں۔ صدر امریکہ نے وہاں تقریر کرتے ہوئے عراق جنگ میں منگولیا کا شکریہ ادا کیا اور کمیونزم کے خلاف بھی منگولیا کی کوششوں پر ان کی بہت تعریف کی۔ پارلیمینٹ سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ سرد جنگ میں آزاد لوگوں نے اپنے حوصلے نہیں ہارے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بھی وہ اپنے حوصلے برقرار رکھیں گے۔ بش نے خیال ظاہر کیا کہ کمیونزم کی طرح اسلامی بنیاد پرستی بھی ناکام ہوگی۔ بش نے جنگجو منگول چنگیز خان کی بہت تعریف کی اور کہا ہمیں فخر ہے کہ ہم ایک بہادر قوم کے ساتھ جنگ میں شریک ہیں۔

عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح چنگیز خان کے منگولوں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی اسی طرح آج امریکی فوجیوں نے بغداد کو تباہ کر دیا ہے۔ بغداد پر صدیوں بعد ایک بار پھر تباہی اب آئی ہے۔ اس طرح تاریخ نے چنگیز خان کے منگولوں اور بش کے فوجیوں کو ایک صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ یہ تاریخی مماثلت حیران کن ہے اگر کچھ فرق ہے تو صرف یہ کہ چنگیز خان کی یلغار کے پیچھے کوئی نظریہ کارفرما نہیں تھا۔ صرف ملک گیری کی ہوس تھی جب کہ امریکہ کی اس یلغار کے پیچھے ان کے عقائد کارفرما ہیں۔ اس طرح آج کی جنگ ایک نظریے کی جنگ ہے اور اسلام بہرحال کمیونزم سے زیادہ مضبوط بنیادیں رکھتا ہے اور انسانیت کے عین مطابق ہے۔ اس لیے ایک غیر فطری نظام کمیونزم کی طرح اس کی ناکامی کا خواب پورا ہونا ممکن نہیں۔

تاریخ پڑھنے والوں کو یاد ہوگا کہ چنگیز خان کی فاتح اولاد مسلمان ہوگئی تھی اور اقبالؒ نے اس پر کہا تھا:

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اب دیکھیں امریکی حملہ آوروں کی اولاد کب مسلمان ہو کر کعبہ کی پاسبانی کرتی ہے۔ اس دوسری مماثلت کے لیے تاریخ کو کچھ انتظار کرنا پڑے گا۔ بغداد کے ایک اور فاتح نے اس شہر کی تباہی کے بدلے

سمرقند و بخارا کے شہروں کو یادگار بنادیا تھا۔ دیکھیں نیا فاتح کیا کرتا ہے لیکن تاریخ کو دہرانے کا یہ خوش کن عمل مسلمانوں کے عزم پر منحصر ہے اور یہ عزم زندہ ہے۔ افغانستان اور عراق اس کے گواہ ہیں۔ اسلامی نظریات کی جڑیں اتنی مضبوط ہیں کہ انھیں مٹایا نہیں جا سکتا یہ کمیونزم نہیں ہے۔]

روز نامہ جنگ کے کالم نگار عبدالقادر حسن کا یہ کالم جو ۲۶/نومبر ۲۰۰۵ء کے جنگ میں شائع ہوا تاریخ کے چہرے سے نقابیں الٹ رہا ہے۔ عبدالقادر حسن نے چنگیز خان کی وحشت و دہشت کا خوب ذکر کیا اور صدر بش سے چنگیز کی تاریخی مماثلتیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پیش کیں۔ لیکن چنگیز خان کے رحم و کرم کا قصہ بھول گئے۔ تاریخ اسے ایک بے رحم وحشی دہشت گرد کے طور پر یاد کرتی ہے لیکن اس وحشی کے دل میں بھی ایک زندہ دل تھا جو جذبات کی شدت سے پگھل جاتا تھا اور رحم و کرم پر بھی آمادہ ہو جاتا تھا۔ صدر بش بھی کبھی کبھی رحم و کرم کو اپنے لیے لازم کر لیتے ہیں۔

تاریخ میں درج ہے کہ ایک دن چنگیز خان دریا کے کنارے سیر کر رہا تھا چانک اس نے ایک عورت کو دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے دیکھا۔ اپنے مصاحبوں سے اس نے آہ وزاری کا سبب دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ عورت کا بچہ دریا میں ڈوب گیا ہے۔ زندگی میں پہلی مرتبہ چنگیز کے دل میں محبت کا سمندر جوش مارنے لگا، وہ تیزی سے اپنے خیمے کی طرف لپکا، اس نے اپنا قد آدم نیزہ اٹھایا، دریا میں چھلانگ لگائی اور ڈوبتے ہوئے بچے کو نیزے کی انی پر اٹھالیا۔ نیزہ بچے کے سینے میں پیوست ہو گیا، بچہ باہر لایا گیا اور ماں کے حوالے کر دیا گیا۔ یہ تھا چنگیز خان کا رحم و کرم۔ چنگیز ہر دور میں موجود رہے ہیں اور ان کا رحم و کرم اور دست شفقت بھی ہر عہد میں موجود رہا ہے۔

اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز

صدر بش نے منگولیا کے دورے کے موقع پر دارالحکومت ''اولان باتر'' میں خطاب کرتے ہوئے چنگیز خان کی تعریف کی اور کہا میں بے خوف منگول فوجیوں کو سلام کرتا ہوں اور امریکی افواج کو منگول فوجیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے پر فخر ہے۔ آزادی کے مقصد کے لیے امریکا اور منگولیا آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ منگولیا اور امریکا دونوں نو آبادیاتی دور کے مصائب اٹھا چکے ہیں۔ اس لیے آزادی برقرار رکھنے کے لیے ہمیں مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ آزادی کے مقصد کے لیے حدود کی قید نہیں ہے اور ہماری اپنی آزادی کا انحصار دوسرے ممالک میں آزادی پر بڑھ رہا ہے۔ [۲۲/نومبر، جنگ، ص۳، ۲۰۰۵]

قبل ازیں ۲۵/اکتوبر اور ۳۰/اکتوبر کو اپنے دو مختلف خطابات میں صدر بش نے مزید کہا ''دہشت گرد امریکا کو دوبارہ نشانہ بنانا چاہتے ہیں لیکن ہم اپنا بھرپور تحفظ کریں گے۔ انھوں نے ایران شام پر زبردست نکتہ چینی کی اور کہا کہ ان دونوں کو نہیں بخشا جائے گا۔ انھوں نے عرب میڈیا کو بھی لتاڑا

اور کہا کہ عرب ذرائع ابلاغ امریکا کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں اور ان میں امریکہ کے لیے کلمہ خیر بھی موجود نہیں ہوتا۔ حالانکہ امریکہ نے ہر جگہ مسلمانوں کی مدد کی ہے۔[۳۱/ اکتوبر اداراتی صفحہ، جسارت ۲۰۰۵]

دوسرے خطاب میں انھوں نے کہا ''اسلام کے خلاف امریکا کی جنگ کا پروپیگنڈہ کرنے والے انڈونیشیا اور پاکستان سے امریکی تعاون کا تذکرہ نہیں کرتے۔ جہاد عیسائیوں، ہندوؤں، یہودیوں اور مسلمانوں کے خلاف بھی پر تشدد قتل کے لیے کہتا ہے۔ صومالیہ، فلپائن، پاکستان، کشمیر، چیچنیا اور الجزائر جیسی جگہوں پر مقامی علیحدگی پسند تنظیمیں بن گئی ہیں جن میں اکثر القاعدہ سے وابستہ ہیں۔ القاعدہ والے ہم سے نفرت کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ ہم بھاگ لیں گے۔ انھوں نے ایمن الظواہری کے ایک خط کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ دہشت گرد یہ توقع کرتے ہیں کہ جس طرح امریکی ویت نام بیروت اور موغادیشو سے نکلے تھے۔ اس طرح ایک بار پھر امریکیوں کو زیادہ بڑے پیمانے پر اور سنگین نتائج کے ساتھ بھاگنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔[جنگ،ص۱۴، ۲۶/ اکتوبر ۲۰۰۵]

[صدر بش کا دورہ منگولیا، چنگیز کو خراج تحسین اور آزادی کے مقصد کے لیے حدود کی قید سے انکار، اور ایمن الظواہری کے حوالے میں بے شمار نکات پوشیدہ ہیں۔ ایمن الظواہری اسامہ بن لادن کون ہیں اور ان کے بیانات کی حقیقت کیا ہے؟ وہ صدر بش ہی بہتر جانتے ہیں۔ ان لوگوں کے تمام بیانات انٹرنیٹ یا الجزیرہ ٹیلی ویژن سے نشر ہوتے ہیں۔ القاعدہ کی سرگرمیاں صرف اسلامی ممالک تک محدود ہیں اس کی کارروائیاں کسی مغربی ملک کو نقصان نہیں پہنچاتیں لیکن اسلامی ممالک اس کی کارروائیوں کے مراکز ہیں۔ میدانِ جنگ مغرب نہیں عالم اسلام ہے۔ یہ عجیب وغریب حکمت عملی ہے اور اس حکمت عملی کے پس پشت اصل محرکات سمجھے جاسکتے ہیں۔ القاعدہ کی جانب سے گزشتہ تین سال کے بیانات کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ بیان دینے والوں کی ذہنی سطح نہایت کمتر ہے مگر انھیں عالم اسلام کے نمائندوں کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔

الجزیرہ ٹیلی ویژن اتنا بااختیار ٹی وی ہے کہ وہ دنیا کے دو نامی گرامی دہشت گردوں ایمن الظواہری اور اسامہ بن لادن کے انٹرویو پیغامات بیانات کی ویڈیو پابندی سے حاصل کر کے نشر کرتا رہتا ہے لیکن امریکہ کو پتہ نہیں چلتا کہ یہ ویڈیو کن ذرائع سے آرہی ہے، کون مہیا کررہا ہے اور صرف الجزیرہ کو ہی یہ پیغامات کیوں وصول ہورہے ہیں؟ القاعدہ صرف الجزیرہ کے ذریعے زندہ ہے اور اب الجزیرہ کو مسلمانوں میں مقبول عام بنانے کے لیے صدر بش اور ٹونی بلیئر کے درمیان ایک گفتگو نشر کردی گئی ہے۔